اس خواہش کو حضرت شیخ الہند تک پہنچایا، پھر جو کچھ ہوا یہاں اس کی تفصیل غیر ضروری ہے حالات نے کچھ ایسی کروٹ بدلی، حضرتؒ اس مسودے کو دیکھ نہیں سکے۔ تاہم مولانا شبلی کو پورا اعتماد تھا کہ حضرت شیخ الہند کو مسودہ دیکھنے کا موقعہ مل جاتا تو ممکن نہیں تھا کہ اسکی تحسین نہ کرتے،

یہ بات تو یونہی درمیان میں آگئی مجھے عرض کرنا یہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء کی یکجہتی کے ازالے میں حالات کے جدید تقاضوں کے علاوہ خود حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔ یعنی سید صاحب کسی روحانی اشارے سے حضرت مولانا تھانویؒ کے حلقۂ ارادت وبیعت میں کچھ اس شان سے داخل ہوئے کہ ان دونوں خیالوں کا تاریخی بُعد ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اور علم کی فضا دیوبندیت اور ندویت کے غبار سے بالکل صاف ہو گئی۔ دوسرے رموز کی طرح طریقت کا ایک خاص رمز یہ بھی ہے کہ مرشد و مسترشد کے روحانی عواطف میں جبتک کامل ہم آہنگی نہ ہو مرید مرشد کے فیض سے محروم رہتا ہے۔ یا اس میں کم سے کم وہ جلا نہیں آتی ارشاد و تلقین کے اصول کے ماتحت جس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ پھر جیسا کہ معلوم ہے مولانا تھانویؒ اس باب میں یوں ہی زیادہ با اصول واقع ہوئے تھے

چنانچہ مرید نے مرشد کے حکم سے برملا بہت سے معتقدات سے رجوع کیا اور اس شانِ سپردگی سے کیا کہ سنا جاتا ہے حضرت تھانوی سید صاحب کے اس والہانہ اندازِ عقیدت پر وجد کیا کرتے تھے۔ میں تو کبھی کبھی سوچا کرتا ہوں کہ حضرت سید صاحب کی جگہ میں ہوتا تو شاید اتنے بڑے ایثار کے لئے آمادہ نہ ہوتا۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

الا رب فرد یعدل الالف زائداً
والف تراھم لا یساوون واحداً